سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

مکتوبات، علمی و ادبی تبرکات

مرتبہ :- مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

مکتوب شاہ عبدالعزیز - کسی عزیز کے نام

اما بعد المرسوم بين الاحياء
من التحية والدعاء فقد
طالعت رقيمتكم الانيقة
التي صدرت نحونا باسم خواجه
محمد امين ودسّستموها في
غلاف ديوان الحزين
واطّلعت ما فيها من
المضامين المتنوعة وكان
من جملتها الاستفسار و
الاستكشاف عمّا تقرر من
احتمالي الاقامة والارتحال

بعد سلام و دعا کے واضح ہو کہ میں نے
آپ کے اس مکتوب گرامی کا مطالعہ کیا
جو خواجہ محمد امین کے نام تھا اور جس کو
دیوان حزیں کے غلاف میں آپ نے
رکھا تھا۔ میں نے اس کے تمام مندرجہ
مضامین پڑھے اس میں میری
اقامت اور سفر کے بارے میں بھی
سوال تھا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ فقیر
بھی آج کل میں جانے کا قصد کر رہا ہے
میری والدہ اور بھائی مجھے یہاں تنہا

فاعلموا أنّ الفقير ايضاً
عند أ او بعد عندٍ قاصد و
ذلك لانّ الوالدة والاخوة
لا يدعونني أنْ اُقيمَ
ههنا منفرداً۔
..... تعب السفر الذي
يجئ في الاجتماع اولى من
لذةِ الاقامة التي في الانفراد
فقبلتُ منهم ذلك وقد
تقرر التوجه الى البدهانه
بالفعل ثم ان طلعت شموس
الفتن من المشرق او المغرب
نرتحل من هنالك الى
الموضع المعلوم اسمهُ
وان سكنت رياحها الجنوبية
والشمالية اخترنا العود الى
هذا البلد المألوف ۔ عمّره الله
عمّره الله — واما
طلبُ الكتبِ المرفوعةِ
فالقول الفصل فيها
انها سُدّت في الغرائرِ
لا يطاق اخراجها الآن
وسابلغها ان شاء الله تعالى

چھوڑنے پر راضی نہیں۔ ہیں۔
میں نے بھی سفر کی اس مشقت کو جو
سب کے ساتھ ہو اپنی انفرادی اقامت
کی راحت پر ترجیح دے کر ان کے
فیصلے کو قبول کر لیا۔ اب بالفعل
بڈھانہ کی سکونت طے پائی ہے۔ پھر
اگر مشرق یا مغرب سے فتنے نمودار
ہوئے تو ہم وہاں سے ایک اور مقام
پر چلے جائیں گے۔ جو ذہن میں ہے
اگر جنوبی اور شمالی فتنے دب گئے تو
پھر ہم اسی بلد مالوف (دہلی) کی طرف
لوٹنا پسند کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اسکو
آباد رکھے۔

اور آپ نے جو مجھ سے چند
کتابیں طلب کی ہیں اس کے بارے
میں صحیح بات یہ ہے کہ تمام کتابیں
باندھ کر (بوریوں) وغیرہ میں رکھ دی
گئی ہیں۔ اس وقت ان کا نکالنا بہت
مشکل ہے کسی جگہ استقرار نصیب ہونے پر

بعد الاستقرار فی موضع ...

واما رسالۃ الجمع بین وحدتی الوجود والشہود فہو مکتوب سیدنا الوالد قدس سرہٗ الی آفندی اسمعیل الرومی ولقبہ بالمکتوب المدنی وکذلک مقدمۃ ازالۃ الخفا مسدودۃ فی الغرائر واما دیوان الحزین فقد طالعت بعضہ من ذروۃ النہار الی ہذا الوقت وارسلتہٗ علی یدی حامل الرقیمۃ۔ والسلام

انشاءاللہ تعالےٰ ان کتابوں کو جلد بھیجدوں گا۔ اور رسالہ وحدت الوجود والشہود جو دراصل والد صاحب قدس سرہٗ کا آفندی اسمٰعیل رومی کے نام ایک مکتوب ہے، جسے مکتوب مدنی کا نام دیا گیا ہے۔ نیز ازالۃ الخفا کا مقدمہ یہ دونوں بھی دیگر کتابوں کے ساتھ بند ہیں۔ آپ نے جو دیوان حزیں کا نسخہ بھیجا تھا اس کا بعض حصہ آج دیکھ لیا ہے۔ حامل رقعہ کے ہاتھ اسکو واپس کر رہا ہوں۔

والسلام

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ۔ بعض افاضل کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

وبعد۔ فقد طال انتظار شرح الجغمنیۃ الی الآن ولم یصل بعدُ۔ فکانہٗ لم تیفق لاہل الفلھت ارسالہٗ فنداشتغل بہ الشیخ رفیع الدین

بعد سلام مسنون واضح ہو کہ شرح چغمنی کا انتظار بہت طویل ہوگیا۔ ابھی تک یہ کتاب نہیں پہونچی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل پھلت اس کتاب کو بھیجنے کا موقع نہیں پاسکے یہ کتاب برادرعزیز شیخ رفیع الدین سلمہٗ کے کام میں ہے صرف ایک ہی نسخہ ہے

سلمهٔ ربه، والنسخة منفردة، علیها یعتمد فی الصحة والسقم ومع ذلك فهی سقیمة فی الغالب فالواجب ان یبلغ اقصی الجهد فی الطلب فان اتفق فبها والا، فالیاس احدی الراحتین
والسلام

جس پر صحیح اور غلط کا دارومدار ہے پھر وہ بھی اکثر غلط ہے آپ اچھی طرح کوشش کر کے دوسرا نسخہ تلاش کریں اگر مل جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ ناامیدی بھی ایک قسم کی راحت ہے۔
والسلام

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ بعض فاضل کے نام

اما بعد السلام المسنون فقد وصلت صحیفتکم الشریفة محتویة علی عافیتکم و عافیة اهل بیتکم فشکرنا الله علی ذلك۔ وان سألتم عنا فنحن ایضاً بحمد الله بعافیة ورفاهیة غیر ان ماجری فینا من تقدیرات الله تعالی رحلة الولد العزیز احمدؔ واختلال الانتظام المنزلی۔ الخ

بعد سلام مسنون۔ آپ کا گرامی نامہ ملا جو آپ کی اور آپ کے متعلقین کی عافیت پر مشتمل تھا اس پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے — اور ہماری حالت دریافت طلب ہو تو ہم بحمد اللہ عافیت و رفاہیت سے ہیں۔ البتہ تقدیرات الہیہ کا ظہور میاں احمد کے انتقال اور انتظام منزلی کے اختلال کی شکل میں ہوا۔
الخ

اس مکتوب سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک صاحبزادے کا نام احمد تھا۔

مکتوب شاہ عبدالعزیز بنام شاہ نوراللہ (خسر شاہ عبدالعزیز صاحب)

..... فمما شاع وذاع و ملاء الاسماع وتواتر بل وقع علیہ الاجماع، نہوض موکب الدرانی الی تسخیر ھذہ البلاد والاربادع وان مقدمۃ جیشہ عبرت النہر او کادت وشوکتہ اللتی فارقتہ قد عادت و انہ بنفسہ وصل الی جلال آباد و حصل من رؤساء الافاغنۃ لہٗ

وہ بات جو بہت شائع. مشہور اور گوش زد خاص و عام ہو رہی ہے بلکہ تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ یہ ہے کہ لشکر احمد شاہ درانی اٹھ کھڑا ہوا ہے یہاں کے شہروں اور علاقوں کو مسخر کرنے کے لئے۔ اس کے مقدمۃ الجیش نے نہر کو عبور کر لیا ہے یا عبور کیا چاہتا ہے، اور اس کی وہ پہلی شوکت جو اس سے جاتی رہی تھی اب پھر لوٹ آئی ہے اور وہ بنفس نفیس جلال آباد ... تک پہنچ گیا ہے۔ افغان رؤسا اس کے

عہ جنگ پانی پت کے بعد احمد شاہ درانی تین مرتبہ ہندوستان میں اپنا لشکر لے کر آئے۔ جن میں ایک مرتبہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حیات میں اور دو مرتبہ انکے بعد ان دو میں ایک حملہ ۱۷۶۷ء میں کیا اس وقت یہ مشہور ہو گیا تھا کہ درانی کا مقصد اس حملے سے انگریزوں کو بنگال سے نکالنا ہے چنانچہ انگریزوں نے بھی ایک دستہ الہ آباد بھیج دیا تھا کہ اودھ ہی میں مقابلہ ہو جائے اس کے بعد ۱۷۶۹ء میں آخری بار سکھوں سے نبرد آزما ہوئے اس مکتوب میں ان آخری دو حملوں میں سے کسی ایک کا ذکر ہے۔ اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ پانی پت کے بعد درمیان میں درانی کی شوکت میں کچھ خلل آگیا تھا۔ بعد کو یہ خلل دور ہوا۔

الانقیادُ هـذا هوالخـبر المحقق المنقح بحسب الظنّ والذی سار فی الاطراف کالمثلِ السائر۔ والعلم عند العلیم الخبیر۔

وامّا کفارُ مرهٹه فهم علیٰ ما کانوا علیه من السکون جامدون فی خیم الادبار ومُعَسکرِ الخُسران۔

تابع فرمان ہوگئے ہیں۔ یہ خبر بحسب الظن اور شہرت کے لحاظ سے محقق اور منقح ہے۔ باقی اصل علم خدائے علیم وخبیر ہی کو ہے۔

گروہ مرہٹہ اسی حال میں ہے جس حال پر تھا، یعنی سکون وجمود میں مبتلا ہے اور ادبار وخسران کے خیموں میں سکونت پذیر ہے۔

مکتوب شاہ اہل اللہ بنام شاہ عبدالعزیزؒ

یا من هو عزیزٌ عند القلوب ویا من فضله بالعلم علّامُ الغیوب۔ نسأل الله لنا ولکم ان ینجینا وایّاکم من من شرور الزمان خصوصاً من غلبة اهل الطغیان فی البلدان وقد وصل الینا مکتوبکم المرغوبُ واطّلعنا علیٰ ما فی مطویّاته من تلاقی الفئتین ومصافّ الفرقتین فئةٌ تقاتل فی سبیل الله

اے وہ کہ جو سب کے دلوں کو عزیز ہے اور جسکو علام الغیوب نے علم کے ساتھ فضیلت بخشی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اور تم کو شرور زمانہ سے محفوظ رکھے۔ خصوصاً اس فتنے سے جو اہل طغیان کے غلبے کی صورت میں شہروں میں رونما ہے تمہارا مکتوب مرغوب پہونچا۔ اور اس کے مندرجات سے آگاہی ہوئی۔ اس میں دوگروہوں اور جماعتوں کی نبردآزمائی کا بھی ذکر ہے۔

واخری کافرۃ "یرونهم مثلیهم رای العین والمرجو من فضل الله سبحانه ان ینصر المسلمین و یخذل الکافرین .... فکم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله - والذی یسمع من اخبار جنود الشجاع الدولة من کفار فرنگ فالی الله المشتکی - الایام ایام الفتن والحوادث ونحن فقراء المسلمین مثل

ایک جماعت فی سبیل اللہ قتال کرنے والوں کی ہے اور دوسری مخالفین اسلام کی جن کی تعداد دیکھنے میں دوگنی نظر آتی ہے - اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ مسلمین کو کامیاب اور ان سے مقابلہ کرنے والوں کو ناکام کرے گا - کتنی کچھ کم تعداد کی جماعتیں ایسی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑی تعداد والی جماعتوں پر غالب آئیں اور وہ خبر جو کفار فرنگ انگریزوں کے ہاتھوں شجاع الدولہ کے لشکر کی شکست سے

عـہ ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ کے بعد ہندوستان میں انگریزوں نے اپنی سلطنت کی گویا بنیاد رکھ دی تھی - کلکتہ پر تو انگریز پہلے ہی قبضہ کر چکے تھے اس کے بعد انہوں نے پٹنہ پر بھی اپنا قبضہ جما لیا - میر قاسم نے بھاگ کر اودھ کے نواب شجاع الدولہ کے پاس پناہ لی پھر شجاع الدولہ میر قاسم اور مغل بادشاہ شاہ عالم ان تینوں نے مل کر پٹنہ پر حملہ کیا مگر کامیابی نہ ہوئی پھر یہ تینوں دوسری مرتبہ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو بکسر کے میدان میں جمع ہوئے انگریز فوج لے کر مقابلہ کے لئے آیا - بڑی بھاری جنگ ہوئی جس میں شجاع الدولہ وغیرہ کو شکست ہوئی شاہ عالم نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا شجاع الدولہ دوبارہ کچھ دنوں بعد اپنی فوج جمع کر کے مقابلے کے لئے نکلے پھر شکست ہوئی اور انگریزوں سے معافی مانگی - اس مکتوب میں غالباً بکسر کی شکست کا ذکر ہے - جس کا سال ہجری ۱۱۷۸ھ ہے اور یہ حضرت شاہ ولی اللہ کی وفات سے دو سال بعد ہوئی تھی - اور ممکن ہے کہ بکسر کے بعد والی جنگ کا ذکر ہو جس میں شجاع الدولہ کا لشکر نبرد آزما ہوا تھا اور جو بکسر سے تھوڑے عرصے بعد ہوئی تھی -

حشرات الارض من اتی علیها
یدسها بالاقدام لا نستطیع
الانتقال والارتحال من بلدٍ
الی بلدٍ وایت المفر لاملجأ ولا
منجأ من الله الا الی الله ۔ کان
ماکان ۔ لکن الوقعة التی فیها
اخبار السکهان اوحشنا غایة
الوحشة ۔ فان شرورهم
اجدرات یخاف منها لقربهم
وهجومهم بغتةً کما وقع
مراراً وعدوانهم شدیدة
یفعلون بهم مالا یفعلون
بغیرهم ۔ خصوصاً من
کان معروفاً فی العلم
والمشیخة اعاذنا الله وجمیع
المسلمین من شرورهم و
خبث صدورهم ۔

والسلام

متعلق سنی جا رہی ہے ۔ اس سے
صدمہ ہے ۔ بس اللہ ہی سے ہماری فریاد
ہے یہ زمانہ حوادث کا زمانہ ہے ۔ اور ہم
فقراء مسلمین بے وقعتی میں حشرات
الارض کی مانند ہو رہے ہیں کہ جو آتا ہے
ہم کو پامال کر جاتا ہے ۔ ہم نہ کہیں
جا سکتے ہیں نہ کسی جگہ منتقل ہو سکتے ہیں
اور بھاگنے کی جگہ بھی کہاں ہے ؟
کوئی ملجاء اور نجات کا ٹھکانہ اللہ سے
بچ کر نہیں ۔ بس اسی کی طرف رجوع
کرنے میں نجات ہے ۔ یہ واقعہ تو ہوا سو ہوا
تمہارے اس خط نے جس میں سکھوں سے
متعلق لکھا تھا بہت زیادہ فکر میں ڈال دیا
ان کے شر سے خوف ہونا ہی چاہیئے اس
لئے کہ یہ قریب کے ہیں اور ان کا ہجوم
اچانک ہوتا ہے جیسا کہ کئی مرتبہ ہو چکا
ہے اور اس وقت ان کی دشمنی بھی دوسروں
کی بہ نسبت اہل اسلام سے شدید قسم کی ہے
خصوصاً ان حضرات سے جو علم و مشیخت
میں معروف و ممتاز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ
ہم کو اور جمیع مسلمین کو ان کے شرور
اور خبث صدور سے محفوظ رکھے ۔

والسلام

مکتوب شاہ اہل اللہؒ بنام شاہ عبدالعزیزؒ

۱- یا من لدیؔ اهل الصفاما
فيك مقبولٌ ثم الذی یاتیك
من فضلٍ فماً مولٌ -

۲- ان السعادة کلها فی کلکم
مشهودةٌ والخیر فی اصلابکم
واللہِ مجبولٌ -

۳- یاتی من الاخبار ما ید هش
قلوبنا فالحفظ من کان
من الآفات مسئولٌ

۴- اللہ یحفظنا وایاکم من البلاء
فی الدین والدنیا فبعض الخلق
مبتولٌ -

۱- اے وہ کہ اہل صفا کے نزدیک
تمہارے اندرون کی خوبیاں مقبول و
پسندیدہ ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ تم
پر فضل الٰہی سایہ فگن ہوگا۔

۲- سعادت کلیتہً تم سب میں ظاہر
اور روشن ہے۔ اور خیر تو خدا کی قسم
تمہارے خاندان کی سرشت میں ہے

۳- خبریں اس قسم کی آرہی ہیں جس سے
قلوب خوف زدہ ہیں۔ آفات سے
حفاظت کی درخواست اللہ تعالیٰ سے
کی جارہی ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم سب کو بلاؤں
سے محفوظ رکھے، دین میں بھی اور دنیا
میں بھی۔ بعض مخلوق بہت ہی پریشان
اور تباہ حال ہے۔

ع۔ یہ منظوم مکتوب غالباً شاہ عبدالعزیزؒ کے اس منظوم خط کے جواب میں ہے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

ایّامُ بردٍ اتت والقلب منجزع
من قومٍ سکھ وان الخوف معقول

اور جو حیات ولی کے ص ۳۳۳ و ۳۳۴ پر درج ہے۔

مکتوب شاہ عبدالعزیز بنام مولانا رشید الدین خاں دہلوی

خان صاحب عالی مراتب جامع الفنون والفضائل سلالۃ العلماء والافاضل مرضی السجایا والشمائل سلمہ اللہ وابقاہ والی معارج اکمال الدارین رقاہ۔

اما بعد اہداء السلام المسنون واتحاف الدعاء الذی ہو بالاخلاص معجون وبکمال المودۃ مشحون فقد وصلت رقیمتکم الکریمۃ ودلت علی عافیتکم من جمیع الوجوہ وکانت لداء الانتظار تمیمۃ وان سألتم عن حالی فلا استطیع شرحہا خوفاً من ملالۃ الاصدقاء وکآبۃ الاحباء اما مرض القدیم فقد اشتد جداً لاسیما قصور البصارۃ وہیجان العین فان ذلک منع من اکثر اشغالی والی اللہ المشتکی وہو المستعان۔

خاں صاحب عالی مراتب جامع الفنون والفضائل ... کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور کمالات دارین کی بلندیوں پر فائز کرے۔ بعد سلام مسنون اور ایسی دعا کے بعد جو اخلاص سے مرکب اور کمال محبت سے بھری ہوئی ہے۔

واضح ہو کہ تمہارا مکتوب آیا اور اس نے تمہاری ہر طرح کی عافیت سے مطلع کیا۔ یہ مکتوب مرض انتظار کے لئے تعویذ ثابت ہوا۔ اب اگر تم مجھ سے میرا حال دریافت کرتے ہو تو بھائی میں اپنی داستان کو مفصل بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں طول تحریر دوستوں کی الجھن اور تکلیف کا باعث نہ بن جائے مختصر یہ ہے کہ جو بیماری پہلے سے چلی آ رہی تھی اس نے اب شدت اختیار کر لی ہے۔ بالخصوص ضعف بصارت اور آشوب چشم نے مجھے اشغال سے روک دیا۔ بس اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں اور وہی ایسی ذات ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

ایک استفتار کا جواب

ایک سید صاحب نے حضرت شاہ صاحبؒ کو ایک مکتوب استفتار کی شکل میں بھیجا تھا۔ اس کا جواب مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جواب کا کچھ حصہ آخر سے حذف کر دیا گیا ہے جس سے اصل مطلب و مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ استفسار کرنے والے یہ سید صاحب کون ہیں؟ بیاض سے ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ جواب استفتار کے آغاز میں ان کو حضرت شاہ صاحب نے ان الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے "سید صاحب عالی مراتب جامع الفضائل والمناقب الشدید فی دین اللہ کالسیف القاضب الخ۔"

بعد السلام والتحیۃ المنونۃ رقیمہ کریمہ شرف ورود دریافت حمد الٰہی بجا آوردہ شد کہ دریں زمانہ ہم حمیتِ دینی درمیان اکابر موجود است و شدت فی امر اللہ غیر مفقود، زاد اللہ امثالکم فی العالم۔

مہربان من! چند مقدمہ را اول خاطر نشین باید ساخت اوّل آنکہ تکفیر کلمہ گو امریست محظور در صحیح وارد است کہ من قال لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدھما۔ حتی المقدور اقدام برآں نباید کرد۔ لہٰذا فقہاء باجمعہم چنیں قرار دادہ اند کہ ہرگاہ (کلام) را یک وجہ محتمل صحت باشد و چند وجہ دیگر محتمل کفر، آں کلام را بر ہماں محمل صحیح عمل باید نمود۔ و لب بتکفیر قائل نباید

بعد سلام مسنون واضح ہو کہ آپ کا مکتوب گرامی صادر ہوا۔ (اس کو پڑھ کر) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا کہ اس زمانے میں بھی بڑے لوگوں میں حمیت دینی اور اللہ کے احکام کے بارے میں مضبوطی موجود ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ جیسے حضرات کی تعداد دنیا میں اور زیادہ کرے۔

مہربان من جواب سے پہلے چند مقدمات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے
۱۔ کسی کلمہ گو کی تکفیر ایک ممنوع امر ہے صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جس کسی نے اپنے بھائی (کسی کلمہ گو) سے مخاطب ہو کر اوکافر کہا تو یہ کلمہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کرے گا۔ (یعنی اگر

گشودہ دوم آنکہ تکفیر، موافق قاعدہ متعلق بانکار ضروریاتِ دین است۔ حسب سوءِ ادب یا استخفاف مجرد از انکار، یا فعل شنیع وارتکاب کبیرہ واستخراجِ بدعت وتحلیل حرام مختلف فیہ وتحریم حلال مختلف فیہ کفر لازم نمی آید۔ زیراکہ تعریف ایمان ہمیں مقرر است کہ ہو تصدیق جمیع ما علم مجیئ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ ضرورۃ وشئے را از ضروریاتِ دین شمردن موقوف بر تواتر و ثبوت آں بالقطع است۔ پس ہرچہ ازیں قبیل باشد مثل انکار فرضیتِ صلوٰۃ و زکوٰۃ و تحلیل الخمر وتحریم البیذ وتحقیر شیخین وغیر ذلک، البتہ کفر است۔

سوم آنکہ در (عدم) تکفیر وتعدیل یعنی حکم بعدالت کردن، وسائط بسیار است ایں بنا یدفہمید کہ ہر کہ را حکم تکفیر نکردیم اورا پسند نمودیم۔ یا قول اورا جائز داشتیم، بلکہ اکثر اوقات شخص کافر نمیشود و مبتدع وفاسق می گردد۔ اکثر ہمیں میدانند کہ ہرگاہ از تکفیر کسے علماء سکوت کنند، تصویب عقیدۂ او لازم آید، چنیں نیست ایں قاعدہ

مخاطب دراصل کافر نہیں ہے تو کہنے والے کی طرف یہ کلمہ پلٹے گا)

حتی الامکان تکفیر میں پیش قدمی نہ کرنی چاہیئے۔ اسی لئے تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جب کسی کے کلام کے اندر ایک صورت ایسی نکلتی ہے جس سے مطلب صحیح کا احتمال ہے اور چند صورتیں ایسی ہیں جو احتمال کفر رکھتی ہیں تو کلام کو اسی محمل صحیح پر رکھا جائے اور قائل کی تکفیر میں۔ لب کشائی نہ کی جائے۔

(۲) قاعدے کے مطابق تکفیر ضروریات دین کے انکار سے تعلق رکھتی ہے لہذا محض سوءِ ادب یا انکار سے خالی استخفاف کے باعث یا کسی فعل بد اور ارتکاب کبیرہ پر یا استخراج بدعت اور مختلف فیہ حرام کے حلال کرنے یا مختلف فیہ حلال کے حرام کرلے کے سبب کفر لازم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ "ایمان" کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جن احکام وہدایات کے متعلق یالیقین اور بالبداہت یہ معلوم ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کے آئے ان سب کے ماننے اور ان کی تصدیق کرلے کا نام ایمان ہے۔ اور انہی چیزوں کو اصطلاح میں

بوجہ احسن ملحوظ باید داشت۔ چوں ایں
ہر سہ قاعدہ ممہد شد حالا آنچہ از دے
دلائل قویہ درحق ایں شخص کہ اقوال
او مرقوم قلم صواب رقم است
ظاہر می شود، التماس می نماید۔

قول اوّل کہ بسبّ صحابہؓ کافر نگردد
اگر مرادِ او از صحابہ جمیع صحابہ اند حتیٰ
خلفاء راشدین و ازواج مطہراتؓ
پس ایں قولِ او خطاء صریح است
زیرا کہ نزدِ حنفیہ بسبّ شیخین وقذفِ
عائشہ صدیقہ کفر لازم می آید و اگر مراد
او آنست کہ سبّ ہر صحابی کفر نیست
پس ایں خود خطاء نیست زیرا کہ فقہاً
حنفیہ نیز سبّ ہر صحابی را کفر نمی دانند
بلکہ بدعت و فسق می انگارند و بحد کبیرہ
می رسانند۔

و قول ثانی او کہ ہر چند شخص گناہ
کند رحمت زیادہ گردد خطاء فہمی است
منشاء غلط او آنست کہ بعضے لطیفہ گویاں
و شاعراں در مقام دفع ناامیدی خود
بایں لطیفہ تمسک کردہ اند چنانچہ
صاحبِ قصیدۂ بردہ میگوید۔

یا نفس لا تقنطی من زلۃٍ عظمت
ان الکبائر فی الغفران کاللمم

ضروریات دین کہا جاتا ہے، اور کسی
امر کا ضروریات دین سے شمار کرنا موقوف
ہے تواتر اور ثبوت قطعی پر۔ جب اس
قسم کے متواتر اور قطعی الثبوت امورِ
دینیہ سے انکار ہوگا تو کفر یقینی طور پر لازم
ہوگا مثلاً فرضیت صلوٰۃ و زکوٰۃ کا انکار
اور شراب کا حلال قرار دینا اور اسی طرح
نبیذ کا حرام کر دینا یا شیخینؓ کی تحقیر کرنا
وغیر ذلک۔

(۳) تکفیر نہ کرنے اور تعدیل کرنے یعنی عدالت
کا حکم لگانے (بالفاظ دگر عادل قرار دینے)
کے درمیان بہت سے درجے اور کڑیاں ہیں
اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جس کسی پر ہم
نے حکم تکفیر نہیں لگایا تو اس کے قول کو ہم
نے پسند کر لیا۔ یا اس کی بات کو جائز کہہ دیا
بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص
ایک قول سے کافر تو نہیں ہوتا البتہ
بدعتی و فاسق ہو جاتا ہے۔

اکثر ظاہر بین یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ جب
علماء نے کسی کی تکفیر نہیں کی تو
اس سے اس شخص کے عقیدے کی تائید
و تصویب لازم آگئی۔ ایسا نہیں ہے۔
اس بات کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

لعل رحمۃ ربی حین یقسمہا
تاتی علیٰ حسب العصیان فی القسم

و مدعائے آنہا آنست کہ از بزرگی گناہ خود نباید اندیشید و ناامید نباید شد زیراکہ رحمت الٰہی نیز بقدر عصیان مقسوم است گناہ کبیرہ را ازالہ بزرگ کثیرہ تواند کرد این شخص از غلط فہمی چنیں انگاشت کہ عصیان سبب رحمت است و این نفہمیدہ کہ اگر بالفرض عصیان سبب رحمت ہم باشد تاہم یکنوع رحمت را سبب خواہد بود کہ آں رحمت غفاریست دیگر انواع رحمت بسیار ازیں رحمت بزرگتر و عالی تر اند ہمہ از عاصی موقوف خواہند شد مثل درجات عالیات بہشت و دخول بلاحساب و سرخروی در عرصات الحاصل کہ از رحمت متقیان و معصوماں و محفوظاں بہرہ نیافت لیکن این ہمہ غلط فہمی است نوبت بکفر نمی رساند تا آنکہ صریحاً قائل این کلام نگوید طاعت و تقویٰ اصلاً موجب رحمت نیست و عصیان حقیقتہً سبب رحمت است، و ظاہر است کہ متکلم بکلمہ

جب یہ تینوں باتیں بطور مقدمہ و تمہید بیان ہوگئیں تو اب اس شخص کے بارے میں جس کے اقوال آپ نے تحریر فرمائے ہیں جو بات ظاہر ہوتی ہے دلائل کیساتھ لکھی جاتی ہے۔

قائل کا قول اول یہ ہے کہ سب صحابہؓ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ غور طلب یہ امر ہے کہ اسکی مراد کیا ہے؟ اگر صحابہ سے جمیع صحابہ مراد ہیں حتیٰ کہ خلفاء راشدین اور ازواج مطہرات بھی۔ اس صورت میں اس کا قول خطاء صریح ہے اس لئے کہ نزد حنفیہ سب شیخین رضؓ اور حضرت عائشہ پر تہمت دھرنے سے کفر لازم آتا ہے اور اگر اسکی مراد یہ ہے کہ سب ہر صحابہ کفر نہیں ہے تو یہ قول خطاء صریح نہیں ہے اس لئے کہ فقہاء حنفیہ بھی سب ہر صحابی کو کفر نہیں جانتے بلکہ بدعت و فسق سمجھتے ہیں اور گناہ کبیرہ کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ قائل کا دوسرا قول یہ ہے کہ جو شخص جتنا گناہ کرے گا اس پر رحمت زیادہ ہوگی۔ یہ قول غلط فہمی کی بناء پر ہے اور اسکی غلطی کی بنیاد ان لطیفہ گو اور نازک خیال شعراء کا کلام

اسلام تصریح باین ہر دو مضمون نخواہد کرد۔ وقولِ ثالث اوکہ حضرت ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ طپانچہ ....

... نزد افترائے محض است حاکم شرع رامی باید کہ اوّل اورا از سندِ این افترا بپرسد وظاہر است کہ از بیان سندش عاجز خواہد شد و ہرگاہ عاجز شود اورا تعزیر بزدن سی و نہ تازیانہ بکمال شدت وایجاع نماید آئندہ از توبۂ نصوح گیرد کہ این قسم افتراہا بر بزرگان نکردہ باشد حاصل آنکہ مفاد این قول نسبت ظلم شنیع بجناب صدیقہؓ است ونسبت ظلم بغیر معصوم موجب کفر نیست آرے نسبت آں بہ بزرگاں کہ عدالت وتقوی آنہا بہ ثبوت پیوستہ موجب فسق وضلالت است وازباب قذف نیست کہ باجماع کفر است وقول رابع کہ سید اگرچہ سابّ صحابہ باشد تعظیم او برمردمان واجب است غلط محض است زیراکہ سید چوں مرتکب این قسم امر شنیع گردد تعظیم او واجب نمی ماند واصل نیست کہ در انکار بر منکر

جنہوں نے بطور لطیفہ گوئی ونکتہ سنجی اپنی مایوسی کو دفع کرنے کے لئے اس بات کو ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ (علامہ بوصیریؒ) کے بھی اسی مضمون کے دو شعر ہیں۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے)

۱ - اے نفس اپنے گناہوں کے باعث جو اگرچہ بہت بڑے ہیں مایوس نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی رحمت ومغفرت کے سامنے بڑے بڑے گناہ بھی چھوٹے ہیں۔

۲ - جب اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کے اس کی بارگاہ سے تقسیم ہوگی تو ممکن ہے کہ رحمت، بقدر گناہ ہر ایک کے حصے میں آئے۔

مدعا یہ ہے کہ گناہ کی بڑائی سے اپنے کو فکرمند نہ کیا جائے اور ناامید نہ ہوا جائے اس لئے کہ رحمت الٰہی بقدر عصیاں، مقسوم ہے۔ گناہ کبیرہ کا ازالہ رحمتِ کثیرہ کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔

اس شخص نے اپنی غلط فہمی سے یہ تو سمجھ لیا کہ گناہ، سبب رحمت ہے مگر یہ نہ سمجھا کہ اگر بالفرض گناہ سبب رحمت بھی ہو تب بھی ایک نوع رحمت کا سبب ہے اور وہ "رحمت غفاری" ہے۔ (یعنی گناہ کی

واَمر بالمعروف واقامتِ حدود و گرفتن
قصاص واداۓ شہادت واداۓ
امانت وعدل در حکومت، تخصیص ہیچ
فرقہ و ہیچ قبیلہ نیست سید و جولاہہ
دریں امر برابر اند ہرگاہ سید بسبب
سبِ صحابہ کافر شد سید نماند لانہ
لیس من اہلک انہ، عمل غیر صالح
آرے اگر سیدے اتلافِ حق ناس
ایں کس کند عزیمت آنست کہ از و
درگذرد و ترک انتقام نماید۔ لقولہ
علیہ السلام۔ اقبلوا عن محسنہم وتجاوزو
اعن مسیئہم اما اتلافِ حقوق دینی
پس دراں تجاوز مقبول نیست والی اصل
ایں قولِ او نیز خطا و بدعت است
اما نوبت بکفر نمی رساند زیراکہ
ایجاب تعظیم بمعنی محبت و ترک
ایذا در حق اہل بیت عموماً وارد شدہ
و تخصیص ایں عام در ذہنِ ایں قائل
نگنجیدہ با حقوق دینی با حقوق انسانی
باہم اشتباہ پیدا کردہ ایں حکم از
زبانِ او برآوردہ انکار صریح
ضروریات دین از یں کلمہ
فہمیدہ نمی شود۔

مغفرت والی رحمت)
دوسری انواع رحمت بھی تو ہیں۔ جو
اس رحمت سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں
وہ رحمتیں تو عاصی و گنہگار کو حاصل نہ
ہو سکیں گی۔ مثلاً بہشت کے درجات
عالیات بلا حساب کتاب جنت میں داخلہ
اور میدان محشر میں سرخروئی حاصل
ہونا وغیرہ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ وہ رحمتیں جو
اہل تقویٰ، معصومین، اور محفوظین کے
واسطے مخصوص ہیں عاصی کا ان میں کوئی
حصہ نہیں۔ اور وہ بیچارہ ان کا حق دار
نہ ہوگا۔

مگر اس قسم کی تمام باتیں غلط فہمی کی بنا پر
کہی جاتی ہیں ان سے کفر تک نوبت
نہیں پہونچتی جب تک صراحۃً یوں نہ
کہدیا جائے کہ طاعت و تقویٰ بالکل موجب
رحمت نہیں بس عصیان و گناہ ہی حقیقۃً
سبب رحمت ہے۔

ظاہر ہے کہ کلمۂ اسلام کا بولنے والا کوئی
آدمی اس طرح کی بات صراحت کے ساتھ
نہیں کہے گا۔

قائل کا تیسرا قول کہ ام المومنین حضرت

.بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
شان میں کوئی گستاخانہ حرکت کی۔

یہ افترائے محض ہے حاکم شرع کو
چاہیئے کہ اوّل اس سے اس افترا کی
سند طلب کرے۔ ظاہر ہے کہ وہ کوئی سند
نہ پیش کرسکے گا، جب وہ سند پیش کرنے
سے عاجز ہو تو اس کو ۹۳ کوڑے کمال
شدت کے ساتھ لگوائے اور آئندہ کے لئے
اس سے توبہ نصوح کرائے کہ وہ اس قسم
کے بہتان بزرگان دین پہ نہ لگائے کا حاصل
کلام یہ ہے کہ اس قول کا منشا حضرت صدیقہ
پر ایک ظلم شنیع کا الزام لگانا ہے ـــ اور
غیر معصوم کو ظلم کے ساتھ منسوب کرنا موجب کفر نہیں ہے۔ البتہ ان بزرگوں کے حق میں ظلم کی نسبت کرنا جن کی عدالت اور جن کا تقویٰ ثابت ہو چکا ہے موجب فسق و ضلالت ضرور ہے یہ قول باب قذف سے بھی نہیں ہے۔

(آیات سورۂ نور کے نزول کے بعد حضرت صدیقہؓ پر) قذف با جماع، کفر ہے۔

قائل کا چوتھا قول کہ سید اگر چہ صحابہؓ کو برا بھلا کہنے والا ہو بہر حال اس کی تعظیم لوگوں پر واجب ہے" یہ غلط بات ہے اس لئے کہ جب یہ سید اس قسم کی قبیح حرکات کا مرتکب ہوگا اس کی تعظیم واجب نہیں۔ اور اصل یہ ہے کہ نہی عن المنکر، امر بالمعروف اقامت حدود، قصاص اوائے شہادت ادائے امانت اور حکومت میں عدل و انصاف کے معاملے میں کسی طبقہ اور کسی قبیلہ کی تخصیص نہیں ہے ایک سید اور ایک نو دریافت آدمی ان میں برابر و مساوی ہیں۔ جب کہ سید سب صحابہ کے باعث کفر کا مرتکب ہو تو پھر

سید کب رہا۔ ؟ وہ تو غیر صالح عمل کی وجہ سے اہل سے نکل گیا اور لیس من اہلک کا مصداق ہوگیا۔ ہاں اگر کوئی سید اس شخص کا کوئی خاص دنیاوی حق ضائع کردے تو عزیمت اور بلند کرداری کی بات یہ ہے کہ اس سے درگزر کرے اور انتقام نہ لے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی درگذر کے لئے فرمایا ہے لیکن اگر حقوق دینی تلف کئے جائیں وہاں درگذر اور چشم پوشی مقبول وجائز نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ قائل کا یہ قول بھی خطاء بدعت ہے اس بات کے کہنے سے کفر تک نوبت نہیں پہونچتی کہ اہل بیت کے حق میں تعظیم بمعنی محبت کا واجب ہونا اور ان کو ایذا نہ دینے کا حکم عموماً وارد ہوا ہے قائل کے دماغ میں اس عام کی تخصیص نہیں آئی کہ اس نے صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے والے سید کے لئے بھی تعظیم واجب قرار دے دی۔ یا حقوق دینی اور حقوق انسانی میں باہم اس کو اشتباہ ہوگیا اور اس لئے دونوں قسم کے حقوق میں فرق نہ کرکے یہ بات کہدی۔ بہرحال ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار اس قول سے مفہوم نہیں ہوتا۔

تفہیمات

حضرت شاہ ولی اللہ کے ذہن میں وقتاً فوقتاً جو اچھوتے خیالات آتے اور مختلف حالات وکوائف پر ان کے جو نادر تاثرات ہوتے وہ انہیں قلم بند فرماتے جاتے تفہیمات ان کے ان ہی خیالات اور تاثرات کا مجموعہ ہے ابھی اس کا دوسرا جزء تحقیق وحواشی سے مصری ٹائپ میں شائع ہوا ہے۔

قیمت بارہ روپے

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد